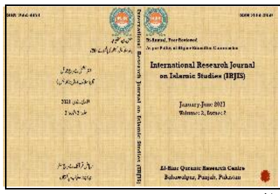

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: “Al-Riaz Quranic Research Centre” Bahawalpur

ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کا "الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل" میں حدیث کی تصحیح وتضعیف اور تطبیق کے اسلوب کا تحلیلی مطالعہ

An Analytical Study of the Methodology of Authenticating, Weakening, and Implementing Hadiths in "Al-Jami' Al-Kamil fi Al-Hadith Al-Sahih Al-Shamil" by Dr. Zia-ur-Rahman Azmi

1. **Dr. Hafiz Abdul Qahar,**
Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: abdulqahharsgd@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0001-4119-2139

2. **Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz,**
Lecturer, Islamic Studies,
Garrison Collage of Computer Sciences, Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: shahbazfarooqi30@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-1912-2644

3. **Dr. Hafiz Jamshed Akhtar,**
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Punjab, Pakistan
Email: hjakhtar@gudgk.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3648-2502

To cite this article: Dr. Hafiz Abdul Qahar, Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz and Dr. Hafiz Jamshed Akhtar. 2023. “ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کا "الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل" میں حدیث کی تصحیح وتضعیف اور تطبیق کے اسلوب کا تحلیلی مطالعہ: An analytical study of the methodology of authenticating, weakening, and implementing Hadiths in "Al-Jami' Al-Kamil fi Al-Hadith Al-Sahih Al-Shamil" by Dr. Zia-ur-Rahman Azmi”. International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 5 (Issue 1), 01-09.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 5 || January - June 2023 || P. 01-09
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-5-1-1/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.05.01.u1
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2023

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

The preservation of religion is ensured through the Book of Allah and the Hadith of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), wherein the ummah possesses the hadiths containing Allah’s commands. It is important to note that when Muhadditheen classifies a

hadith as authentic, weak, or subject to further analysis, this classification represents not an act of ijtihad, but rather a result of meticulous research and takhrij. Dr. Ziaur Rahman Azmi elaborates on these reasons in his work, “Al-Mudhal.” In this article, we aim to explore the reasons behind the discrepancies between Muhadditheen’s rulings and elucidate the application of two seemingly contradictory yet authentic hadiths and Sheikh Azmi’s stance. Classifying a hadith as authentic, weak, or subject to further analysis involves research and takhrij, rather than resulting from ijtihad. In light of this, differing opinions can arise, and we will delve into the various factors contributing to these differences in the subsequent discussion.

Keywords: Azmi, Al-Jami’ Al-Kamal, Hadith Correction, Muhadditheen

1.ابتدائیہ:

اعظم گڑھ (انڈیا) کے مشہور کاروباری ہندو خاندان میں 1943ء کو پیدا ہونے والے بانکے رام جو کہ قبول اسلام کے بعد محمد ضیاء الرحمن اعظمی کے نام سے معروف ہوئے، آپؒ نے مولانا سید ابو الاعلی مودودیؒ کی تالیف ”دین حق“ کے مطالعہ کے نتیجہ میں 1959 کو 16 سال کی عمر میں اسلام قبول، آپؒ نے شبلی کالج اعظم گڑھ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ ام القریٰ، مکہ سے ماسٹر کیا جبکہ دکتوراہ کی ڈگری جامعہ ازہر، مصر سے آپ نے حاصل کی۔ موصوفؒ کو ابتداء سے ہی کتب بینی کا ذوق تھا البتہ جب اسلام قبول کیا تو دینیات کے مطالعہ نے علمی تشنگی کے ساتھ ساتھ روحانی جلا بھی بخش دی جس کی بدولت اعظمی صاحب اسلامی سکالر کی حیثیت سے نا صرف ہندوستان میں معروف ہوئے بلکہ عرب دنیا میں بھی ایک نمایاں مقام پیدا کیا جس کی بدولت جامعہ اسلامیہ المدینۃ المنورۃ جیسی عظیم علمی و دینی درسگاہ میں بطور پروفیسر تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے، آپؒ نے تدریسی خدمات کے علاوہ دعوتی میدان میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ مسجد نبوی میں ایک عرصہ صحیحین کا درس دینے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے، تصنیفی و تالیفی میدان میں بھی عمدہ اور مستند معلومات پر مبنی کتب کو رقم فرما کر اپنے لئے صدقہ جاریہ بنایا، آپؒ نے 30 جولائی 2020ء کو مدینہ منورہ میں ظہر کے بوقت وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔[1]

”الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل“ آپؒ کی پندرہ سالہ محنت کا ثمر ہے جس میں آپ نے صحیح احادیث کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اس شذرہ میں مولانا اعظمیؒ کی حدیث میں تصحیح و تضعیف کی کسوٹی اور متعارض احادیث میں ان کے منہج کا مطالعہ کیا جائے گا۔ معترضین کا حدیث پر ایک اعتراض یہ ہے کہ بعض کی تعیین میں آئمہ فن کے مابین اختلاف ہوتا ہے۔ ایک امام کسی حدیث پر صحیح کا حکم لگاتا ہے تو کسی دوسرے کے ہاں وہی روایت ضعیف قرار پاتی ہے جبکہ حکم لگانے والے دونوں ثقہ ہوتے ہیں۔ معترضین کا مقصد فقط روایات کی صحت کو مشکوک بنانا ہوتا ہے۔ کثیر روایات کی صحت و تضعیف میں اختلافی اقوال نہیں ملتے، جبکہ قلیل روایات ایسی ہیں کہ جو آئمہ فن کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔ ان کا تعلق اصول کی بحث سے نہیں ہے۔ آئمہ فن جب کسی روایت پر تصحیح و تضعیف کا حکم لگائیں تو یہ حکم تحقیقی اصول پر مبنی ہوتا ہے۔ حکم میں اختلاف کے متعدد اسباب ہوسکتے ہیں۔ ان اسباب کو مولانا اعظمی نے "المدخل" میں بھی ذکر کیا ہے۔ اس شذرہ کے حصہ اول میں آئمہ فن کے مابین حکم حدیث کے اختلاف کے اسباب ذکر کیے جائیں گے جبکہ حصہ ثانی میں دو صحیح مگر بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق اور مولانا اعظمی کا موقف بیان کیا جائے گا۔

روایات کی تصحیح و تضعیف کے بعض اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ کوئی روایت متعدد طرق سے مروی ہوتی ہے جن میں سے بعض صحیح جبکہ بعض طرق کمزور ہوتے ہیں۔ اس بنا پر روایات اخذ کرنے

---

1 Ziya-ur-Rahman Azmi. (2023, May 14). In Wikipedia. https://en.wikipedia.org/wiki/Ziya-ur-Rahman_Azmi

والے اوران پر حکم لگانے والے آئمہ میں صحیح یاضعیف طرق کی بناپر اختلاف ملتاہے۔

۲۔ کبھی ایسا بھی ہو تا ہے کہ آئمہ کے پاس روایت ضعیف سند سے پہنچی۔ بعد ازاں کسی امام کو مزید طرق وشواہد پہنچے جو کہ صحیح تھے تو اس نے اس روایت پر صحیح کا حکم لگادیا اور اپنے قدیم موقف سے رجوع کر لیا۔ جبکہ دیگر کے پاس وہی کمزور طرق تھے تو وہ روایت ان کے ہاں بدستور کمزور رہی۔۔ آئمہ حدیث کے ہاں یہ حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کی بحث کے ذیل میں آجاتا ہے۔

۳۔ یا کبھی آئمہ حدیث کو ایک روایت کے شواہد مل جاتے ہیں۔ اب جس حدیث میں کچھ ضعف واقع تھا اب ایک محدث اس حدیث کو صحیح کہ رہا ہے جبکہ دوسرا محدث اسی حدیث کو ایک خاص متن اور خاص الفاظ کے ساتھ ضعیف کہتا ہے۔ سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ دونوں محدثین میں اس حدیث کی بابت اختلاف ہے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ مثلاً: امام ترمذیؒ کسی مخصوص متن وسند کے ساتھ کسی حدیث کے بعد یہ الفاظ نقل کرتے ہیں: (غريب بهذا اللفظ) کہ ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ روایت غریب (کمزور) ہے۔

۴۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک راوی پر کسی محدث نے جرح کی۔ دیگر نے اس کی بنیاد پر اس کی روایات کو کمزور قرار دیا۔ اب بعض اوقات یسا ہوتا ہے کہ جارح شواہد کی بناپر جرح سے رجوع کر لیتا ہے۔ جس کی اطلاع تضعیف کرنے والے محدث کو نہیں مل سکتی اور وہ اس راوی کی روایات کو غیر معتبر قرار دیتے ہی متاخرین کی نظر میں یہ اختلاف ہی سمجھا جاتا ہے۔

۵۔ راویان حدیث کی پرکھ کے وقت آئمہ فن نے کسی راوی کی تعدیل کی بعد ازاں راوی کی بعض شواہد کی بناپر جرح کی گئی ۔ امام کے شاگردان میں سے بعض دونوں اقوال سے واقف تھے جبکہ بعض کو جرح کا علم نہ تھا۔ اس طرح بعض نے اسے کمزور راوی قرار دیا جبکہ بعض نے اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ دونوں اقوال کا زمانہ مختلف تھا۔

۶۔ کبھی راوی کے مختصر احوال سے ہی واقفیت ہوپاتی ہے جس کی بناپر کوئی امام اس کی روایات کو اخذ کر لیتے ہیں۔ جبکہ کسی امام کو اس راوی کی تفصیلات سے آگاہی مل جاتی ہے تو وہ اسے مجروح قرار دے دیتے ہیں۔[2]

2. تصحیح وتضعیف میں بوجہ اختلاف ترجیح کا اصول:

امام ابن حجر العسقلانیؒ نے یہ اصول ذکر کیا:

''الجرح مقدم على التعديل ان صدرمبينامن عارف باسبابه فان خلاالمجروح قبل الجرح مجملاعلى المختار"[3]

"جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ بشر طیکہ اس کی وجہ بیان کی جائے۔ اور جارح ماہر ہو۔ اگر مجروح کی کسی نے تعدیل نہ کی ہو تو پھر مختار یہ ہے کہ مبہم جرح بھی قبول کی جائے گی"

معلوم ہوا کہ ماہر فن کا قول معتبر ہے کہ جب وہ مبہم نہ ہو اور وجہ ضعف بھی بیان کی جائے۔ یہ تب ہے کہ جب حکم میں اختلاف موجود نہیں، اگر حکم مختلف فیہ ہے تو پھر شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ **اولاً:** پوری مہارت بھی رکھتا ہو۔ **ثانیاً:** جارح وجہ ضعف بھی بیان کرے۔

"لم يجتمع اثنان من علماء هذاالشان على توثيق ضعيف ولاعلى تضعيف ثقة "[4]

"دو محدث بھی کسی ضعیف راوی کی توثیق پر اور ثقہ راوی کی تضعیف پر جمع نہیں ہوئے۔"

یہ بات واضح ہے کہ دو یا زائد محدثین کسی کمزور راوی کی توثیق اور ثقہ راوی کی تضعیف پر مجتمع نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے اختلاف کے

---

2 Dr. M Zia Ur Reḥmān A'azmī, Al-Jām'e al-Kāmil (Lahore: Maktbha Bait al-Islām, 2020AD), 1: 241 -245.
3 Ḥabīb al-Reḥmān A'azmī, Nuzha al-Nazar Sharḥ Nukhbah al-Fikar (Sahārnpūr Markaz Dawat wa Taḥqīq, 2011AD), 147.
4 A'azmī, Nuzha al-Nazar Sharḥ Nukhbah al-Fikar, 148.

دائرے کی تحدید ہو جاتی ہے- ایسی حالت میں جسے اللہ تعالی نے علمی بصیرت بخشی ہو اور وہ عادل اور مقسط ہو تو اس کے لیے یہ اختلاف مانع نہیں۔ پہلے تو وہ خود ہی فریقین کی ادلہ سے راجح مرجوح معلوم کرلے گا یا پھر اہل علم کی طرف رجوع کرے گا۔

أ. ڈاکٹر اعظمیؒ کا موقف

کسی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں آئمہ محدثین کے اختلاف کے حوالے سے ڈاکٹر عظمیؒ کی رائے یہ ہے کہ:

1. ہر حدیث کو پرکھنے اور جانچنے والے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے جو صرف اسی کے ساتھ خاص ہوتا ہے جیسے ایک تخریج کرنے والے کے سامنے ایک ایسی سند آتی ہے جو شذوذ اور نکارت سے پاک ہے تو وہ اس پر صحیح کا حکم لگا دیتا ہے پھر ایک دوسرا محقق اسی سند کو پرکھتا ہے تو کسی علت کی بنا پر اس پر ضعیف ہونے کا حکم لگا دیتا ہے یہی معاملہ رواۃ کے بارے میں بھی ہے جو تفرد اختیار کرتے ہیں جب وہ کسی ثقہ کی مخالفت نہ کر رہے ہو تو ایسی صورت میں اس معاملے کو ماہرین فن کی طرف لوٹایا جائے گا جب کہ متقدمین آئمہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی تفرد اختیار کرتا اور اس میں ثقہ کی مخالفت بھی نہ ہوتی تو وہ یہ کہہ دیتے "انه لايتابع عليه" اور اس کو بھی علت قرار دیتے تھے ایک مخرج کے لیے سب سے زیادہ مشکل اس وقت ہوتی ہے جب وہ "مختلف فيه" رواۃ کے درجے مقرر کرتا ہے وہ تمام اقوال و احوال کیا مطالعہ کے بعد کسی ایک کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر حکم لگاتا ہے جبکہ جو اس فن کا ماہر نہیں ہوتا اور علم تخریج کی پیچیدگیوں کا علم نہیں رکھتا وہ کہتا ہے کہ اس نے تعصب اختیار کیا ہے جب کہ وہ تمام حالات کو دیکھتے ہوئے مناسب حالت کو اختیار کرتا ہے[5]
2. ڈاکٹر اعظمی رحمہ اللہ کی ایک رائے یہ بھی ہے آئمہ حدیث کے متناقص کلام کو عام لوگوں کے سامنے پیش نہ کیا جائے وہ کہتے ہیں کے اکثر طلبہ آئمہ محدثین کے متناقص کلام کو ذکر کرتے ہیں مثلاً "صحّح فلان" "وحسنه فلان" وغیرہ میں تطبیق پیدا نہیں کرتے یہ جانتے ہوئے بھی کہ صحیح کا درجہ حسن سے زیادہ ہے اور حسن کا درجہ صحیح سے کم ہے اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتے بیان کرنے سے پہلے ماہر فن کی طرف اسے لٹایا جائے اور تحقیق کے بعد ایک ہی حکم کو ذکر کیا جائے تاکہ قاری کا ذہن پڑھنے کے بعد کسی حدیث کے بارے میں مضطرب نہ ہو بعض ناقدین ثقہ کے اختلاف کو حسن کے درجے میں رکھتے ہیں جبکہ ثقہ کا اختلاف اس وقت فائدہ دیتا ہے جب حدیث ضعیف ہو جب حدیث صحیح ہو تو اس وقت اختلاف بھی غیر اہم ہوتا ہے اسی منہج کو حافظ ابن حجر نے "الفتح" اور "نتائج الافکار" میں اختیار کیا ہے۔
3. پھر اس ضمن میں ڈاکٹر اعظمیؒ کی ایک رائے یہ ہے کہ معترضین کسی روایت کی بابت اسے صحیح کہتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ اس کے رواۃ، صحیحین کے رواۃ ہیں حالانکہ یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس روایت کو صحیح قرار دے دیا جائے اس لیے کہ سند کے صحیح ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا متن بھی درست ہو۔ اصل یہی ہے کہ روایت کی صحت سند کی صحت کے ساتھ ملتزم ہے۔ یحیی بن سعید القطانؒ کہتے ہیں:

"لا تنظروا الى الحديث، ولكن انظروا الى الاسناد، فان صح الاسناد، والا فلا تغترّوا بالحديث اذا لم يصح الاسناد"[6]

غالب یہی بات ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سند کے صحیح ہونے کے باوجود متن میں شذوذ پایا جاتا ہے کہ جس بنا پر ایک مخرج اسے ضعیف

5 A'azmī, Al-Jām'e al-Kāmil, 1: 162
6 A'azmī, Al-Jām'e al-Kāmil, 1: 163.

قرار دیتا ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے "تاریخ الکبیر" میں بہت سی احادیث کو اسناد کے صحیح ہونے کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے۔
حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

"روایت کے قابل حجت ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی سند صحیح ہو اور ضروری
نہیں سند صحیح ہونے کے باوجود اس کا متن بھی صحیح ہے کسی بھی حدیث کو پرکھنے کے لئے دونوں
چیزوں کو دیکھا جائے گا۔"[7]

کسی بھی حدیث پر حکم لگانے سے پہلے ان تمام امور کو دیکھا جائے گا اور ہر حدیث پر نقد کا ایک خاص انداز ہوتا ہے جس پر دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ب. تطبیق احادیث میں مولانا اعظمیؒ کا موقف:

مولانا اعظمیؒ کا حدیث نبویہ کی بابت وہی موقف ہے کہ جو اہل علم کا ہے کہ حدیث بھی وحی الہی ہے۔۔ قرآن کریم وحی متلو ہے جبکہ حدیث وحی غیر متلو ہے۔ دونوں منزل من اللہ ہیں تو ان میں تضاد اور ٹکراؤ تو نہیں ہو سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر اگر دو احادیثِ صحیحہ ایک دوسرے کے مخالف محسوس ہوں تو ان کی توجیہ اور تطبیق کی صورت موجود ہوتی ہے۔ منکرین حدیث کا یہ طرز عمل رہا ہے کہ وہ حدیث میں تضاد ثابت کر کے ذخیرہ احادیث کو مشکوک بنانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالی نے اس کی صیانت کے لیے محدثین کی جماعت پیدا فرمائی ہے جنہوں نے حدیث کے متعلق ایسے اصول قائم کیے کہ جن کے ذریعے ہر دروغ گو کی کوشش کو ناکام بنایا جاتا رہا ہے۔ بہر کیف رسول اکرم ﷺ کی کوئی بھی پایہ ثبوت کو پہنچنے والی حدیث ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہوتی، اگر ایسا معاملہ محسوس ہو تو وہ ہماری عقل کی کوتاہی ہے[8]۔

تعارض و تناقض کا مفہوم:

علماء نے تعارض و تناقض کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

تعارض:

تعارض میں ایک دلیل سے حاصل ہونے والا حکم دوسری دلیل سے حاصل ہونے والے حکم کی نفی کرتا ہے لیکن دلیل اپنے اصل پر باقی رہتی ہے۔

تناقض:

تناقض میں نفس دلیل کا باطل ہونا لازم آتا ہے اور اس مخالف دلیل کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

"استدلال کے اصول اور طریقے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک دلیل کے ساتھ دو مختلف حکم ثابت
کیے جاسکتے ہیں اس طرح اگر ایک حکم دوسرے حکم کے مخالف آتا ہے تو اس سے اصل دلیل پر
کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اختلاف ہونے کے باوجود دلیل باقی رہتی ہے اسے تعارض کہتے ہیں۔ اگر اس
اختلاف سے ایک دلیل ثابت ہوتی ہو اور دوسری دلیل باطل ہو رہی ہو تو اسے تناقض کہا جائے
گا۔"[9]

---

7 A‘azmī, Al-Jām‘e al-Kāmil, 1: 235.
8 A‘azmī, Al-Jām‘e al-Kāmil, 1: 235.
9 Aḥmad Katīb al-Baghdādī, Al-Kifāya Fī Ilam al-Riwayah (Beirūt: Dār al-Kitāb al-Ilmiya, 2007AD), 433.

احادیث میں تعارض واقع ہونے کی وجوہات:

نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث میں تعارض کا پایا جانا ناممکن ہے۔اب جو بظاہر تعارض نظر آتا ہے اسے بنیادی طور پر تین اسباب میں تقسیم کیا جاتا ہے:

پہلا سبب: عموم وخصوص کے اعتبار سے:

مثلا: کہ نبی کریم ﷺ کوئی بات بیان فرماتے ہیں اور اس بیان سے آپ کی مراد عموم ہوتی ہے جب کہ کسی دوسرے مقام پر اسی قسم کے بیان سے آپ مراد خاص ہوتی ہے۔ان حالات میں اگر کوئی شخص ان فرامین پر غور کرتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ احادیث میں تعارض ہے جبکہ حقیقت اس کے بر عکس ہے۔ایک مقام پر اس کے معنی عام ہوتے ہیں اور دوسرے مقام پر اس حکم کے معنی خاص مراد ہوتے ہیں۔مثلاً: سیدنا عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے:

"ان رسول الله نهي عن المذابنة"[10]

"رسول اللہ ﷺ نے بیع مذابنہ سے روکا ہے"

بیع مزابنہ سے مراد کہ پھلوں کی اندازے سے خرید وفروخت کر دی جائے جیسے ایک درخت پر پھل موجود ہو اس پھل کا اندازہ لگا کر اس کے عوض خوشک یا تیار پھل لینا بیع مزابنہ کہلاتا ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کا ایک اور فرمان ہے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ان رسول الله ﷺ رخص في بيع العرايا بخصها تمرا"

"رسول اکرم ﷺ نے رخصت دی بیع عرایا کی"

عرب کے ہاں رواج تھا کہ صاحب حیثیت لوگ جو کسی باغ کے مالک ہوتے وہ اپنے باغ میں سے کسی غریب کو ایک درخت دیتے ہوئے کہتے کہ اس سال تم اس کا پھل لے سکتے ہو اب درخت کی نگہداشت کے لیے اس غریب آدمی کو باغ میں بار بار آنا پڑتا جس سے پردے کے مسائل پیدا ہوتے جس وجہ سے درخت دینے والا شخص اس غریب آدمی کو اس درخت کے پھل کا اندازہ لگا کر اس کے عوض خشک یا تیار پھل دے دیتا۔ائمہ نے اس کے مختلف جوابات دیے ہیں۔جن کا خلاصہ یہی عموم اور خصوص ہے۔[11]

دوسرا سبب: امر واقع کی نوعیت میں اختلاف

نبی کریم ﷺ معاملات میں کسی مسئلہ کی بابت ایک طریقہ اختیار کرتے جبکہ کسی اور حالت میں اسی مسئلہ کی بابت دوسرا طریقہ اختیار کرتے۔یہ دوسرا طریقہ ایک طرح سے پہلے کے مطابق ہی ہوتا لیکن دوسرے پہلو سے پہلے کے بر عکس بھی ہوتا۔ایسی صورت میں کچھ لوگ پہلے طریقے کو یاد رکھتے ہیں اور کچھ بعد والے طریقے اور حکم پر عمل کرتے۔پھر کسی کے سامنے یہ دونوں طریقے آجاتے تو وہ سمجھتا کہ ان دونوں میں اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔اس کی مثال سیدنا ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے:

"ان رسول الله نهي عن الصلاةبعد العصر حتى تغرب الشمس وعن الصلاةبعدالصبح حتى تطلع الشمس"

"بے شک رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا نماز سے، عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔"

جبکہ اس بابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

10 Imam Muslim bin Hajjaj Qashiri, Sahi Muslim (Riaz: Dār ut Taiyaba, 2005), Hadith No. 3878.
11 A'azmī, Al-Jām'e al-Kāmil , 1: 237.

"من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکرھا لا کفارۃ لھا الا ذلک"

"جو نماز بھول جائے جب یاد آئے ادا کرے یہ اس کے لیے کفارہ ہو گا"

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت اس بات پر دال ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز ادا کرنا درست نہیں ہے جب کہ سیدنا انسؓ کی روایت کے حساب سے رہ جانے والی نماز کی قضا کسی بھی وقت ادا کرنا جائز ہے۔ اب ان دونوں احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آرہا ہے اس کو دور کرنے کے لیے ایک بات تو یہ ہے کہ فرض اور نفل نماز میں بہت سے پہلوؤں سے فرق ہے۔ مکروہ اوقات میں جو نفی ہے وہ نفلی نماز کی ہے مثلا سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

"من ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس، فقد ادرک العصر"

کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پانے والے نے اپنی فجر اور عصر کی نماز کو پالیا۔ جبکہ یہ دونوں اوقات مکروہ ہیں۔ اس دلیل سے علم ہوا ہے کہ یہ نفی فرض نماز کی نہیں ہے بلکہ نفل نماز کی ہے یا ایسی نماز کی جس کا کوئی سبب نہیں جبکہ فوت شدہ نمازیں سبھی نمازیں ہیں اور ان اوقات میں سبھی نمازوں کا پڑھنا درست ہے۔[12]

تیسرا سبب: ماحول اور حالت کی تبدیلی سے اختلاف

اس قسم میں حالات مختلف ہونے کے اعتبار سے اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اصحاب کی ہر مسئلہ میں رہنمائی فرماتے۔ آپ ﷺ ان کے حالات کے مطابق مسائل کے جوابات بتاتے تھے کیونکہ انسان ہمہ وقت ایک ہی ماحول اور حالت میں نہیں رہتا اس طرح حالات کی تبدیلی سے مسائل میں بھی پیچیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں جن کے حل کے لیے مسئلہ کی نوعیت پر بھی نظر ثانی کرنا از بس لازم ہے۔ مختلف حالات میں آپ ﷺ نے جو مختلف مسائل کے مختلف جوابات بتلائے تو بعد میں غور کرنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ گویا ان میں تعارض ہے۔ مثلاً: سیدنا ابو ایوب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا تستقبلوا القبلۃ بغائط اوبول ولکن شرقوا اوغربوا"

"قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف رخ نہ کرو البتہ اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو"

جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انہ رای النبی ﷺ علی لبنتین مستقبلا بیت المقدس"

"کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دو اینٹوں پر بیٹھ کر بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے تھے"

جبکہ سیدنا جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں:

"نہي نبی اللہ ان یستقبل القبلۃ ببول فرایتہ قبل ای یقبض"

پہلی روایت میں ہے کہ نبی کریم نے قبلہ کی سمت چہرہ یا پشت کر کے قضائے حاجت کرنے سے منع فرمایا۔ جبکہ دوسری اور تیسری روایت میں آپ ﷺ کا عمل اس کے برعکس ذکر کیا گیا ہے۔ درج بالا روایات میں تعارض رفع کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ حدیث میں پائی جانے والی دونوں صورتوں کو دو مختلف حالتوں پر محمول کیا جائے یعنی اگر بیت الخلا کسی عمارت وغیرہ کے اندر ہو تو کسی

12 A‘azmī, Al-Jām‘e al-Kāmil , 1: 238.

بھی طرف رخ کیا جاسکتا ہے جبکہ کھلی جگہ یا اوٹ کے بغیر قبلہ کی طرف استقبال واد بار ممنوع ہے
۔اسی موقف کو کثیر علماء نے اختیار کیا ہے۔اس طرح ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔[13]

چوتھا سبب:راویوں کے بیان کے اعتبار سے:

اس قسم میں تین اسباب ہیں:

(1) کسی مسئلہ کا بعض رواۃ کا تفصیلاً بیان کرنا اور بعض کا مختصر بیان کرنا۔

(2) کسی ایک حدیث کا علم ہونا اور اسی سے متعلقہ دوسری حدیث کا علم نہ ہونا۔

(3) ایک حدیث کی ناسخ حدیث کا کسی کو علم ہونا اور کسی کو نہ ہونا۔

پہلی قسم کی مثال تشہد کے بارے میں مختلف منقول الفاظ ہیں۔اب کس کو ترک کیا جائے اور کس کو اختیار کیا جائے؟ آئمہ اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی دعا تشہد پڑھی جاسکتی ہے۔اختلاف ترجیح کا ہے۔دوسری قسم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال پوچھا گیا آپ ﷺ نے اس کا جواب ایک سبب کو سامنے رکھتے ہوئے دیا۔دوسرے مقام پر اسی سوال کا جواب دوسرے سبب کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف دیا۔جس سے معلوم ایسے ہوتا ہے کہ ان روایات میں تعارض ہے جبکہ ایسا نہیں۔اس کی مثال حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم کا فرمان ہے:

"الدينار بالدينار،والدرهم بالدرهم لا فضل بينهما"

"دینار کے بدلے دینار،اور درہم کے بدلے درہم ان میں کوئی زیادتی نہیں"

دوسری حدیث حضرت اسامہ بن زیدؓ کی ہے فرماتے ہیں:

"انماالربافي النسية"

"ربا ادھار کرنے میں ہے"

اس تعارض کی صورت یہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ چیزوں کی نقد خرید وفروخت میں کمی بیشی سود ہے ان کا برابر ہونا ضروری ہے جبکہ سیدنا اسامہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سود تو صرف ادھار معاملات میں ہے۔امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ سیدنا اسامہؓ والی رویت ربا کے ادھار ہونے پر حصر نہیں بلکہ یہ تو کسی سائل کا جواب ہو سکتا ہے جس میں وہ ایک جنس کی دوسری جنس کے ساتھ تفاضل کے ساتھ بیع کو سود خیال کرتا ہو۔

راوی کے اعتبار سے تیسری قسم یہ ہے کہ بسا اوقات نبی کریم ﷺ تدریج، حکمت اور مصلحت کے تقاضے کے پیش نظر کسی حکم کو منسوخ کر دیتے جیسے ابتدا میں قبرستان جانے سے منع کیا گیا مقصود قبر پرستی اور شرک سے حفاظت تھی جب صحابہ کرام کے عقائد پختہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے قبرستان جانے کی اجازت دے دی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی کو بعد والی حدیث کا علم نہیں ہوتا جس وجہ سے تعارض محسوس ہوتا ہے۔[14]

پانچواں سبب: مطلق اور مقید کی وجہ سے تعارض:

وہ لفظ جو پوری جنس پر دلالت کرے اسے مطلق کہتے ہیں جبکہ مقید ایسا لفظ ہوتا ہے جو معین چیز پر دلالت کرے یا کسی زائد صفت کے ساتھ مطلق پر دلالت کرے۔جب حدیث مطلق اور حدیث مقید میں تعارض پایا جائے تو اس کی چار قسمیں بنتی ہیں:

---

13 A‘azmī, Al-Jām‘e al-Kāmil , 1: 239.
14 A‘azmī, Al-Jām‘e al-Kāmil , 1: 241.

(1) حدیث مطلق اور مقید دونوں کا سبب اور حکم ایک ہو۔اس صورت میں مطلق روایت کو مقید روایت پر محمول کیا جاتا ہے۔ مثلاً سیدنا سالم کی روایت ہے:

"في خمس من الابل شاة "

"پانچ اونٹوں پر ایک بکری"

دوسری حدیث حضرت ابو بکر بن محمد روایت کرتے ہیں:

"في خمس من الابل السائمة شاة"

"چرنے والے پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے"

اس حدیث میں اونٹوں کے ساتھ سبزہ میں چرنے کی قید لگائی گی ہے۔

(2) مطلق اور مقید حدیث کا حکم ایک ہو اور سبب مختلف ہو۔اس میں امام شافعی کا موقف یہ ہے کہ مطلق روایت کو مقید روایت پر محمول کیا جائے۔

(3) تیسری اور(4)چوتھی قسم یہ ہے کہ جب حدیث مطلق اور حدیث مقید کا حکم مختلف ہو ان کا سبب چاہے متفق ہو یا مختلف ہو اس کے حکم پر علماء کا اتفاق ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول نہیں کیا جاتا۔

3.خلاصہ بحث

روایات میں تعارض رفع کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دو متعارض احادیث کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ ان دو کی دلالت عام ہے تو ان کے لیے "تنویع" کا حکم ہے یعنی ایک حدیث کا حکم بعض افراد یا مقامات کے ساتھ خاص کر دیا جائے گا اور دوسری حدیث کا حکم بعض دوسرے افراد یا مقامات کے ساتھ خاص کر دیا جائے گا۔اسی طرح جب دو احادیث متعارض ہوں اور دونوں کی دلالت خاص ہو تو اس وقت ان دونوں کو "تبعیض" پر محمول کریں گے اس کی صورت یہ ہو گی کہ ایک حدیث کو ایک حالت اور دوسری حدیث کو دوسری حالت پر محمول کیا جائے گا یا پھر ایک کو حقیقت پر اور دوسری کو مجاز پر محمول کیا جائے گا اس کے علاوہ بھی محدثین نے ترجیح کے اصول و قواعد ذکر کیے ہیں۔ڈاکٹر اعظمی نے "الجامع الکامل" میں تعارض دور کرنے کا جو منہج اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ اصح روایت کو اخذ کرتے ہیں۔یہی منہج امام بخاریؒ نے "التاریخ الکبیر"، "جزء رفع الیدین" اور "جزء القراۃ خلف الامام" میں اختیار کیا ہے۔علوم الحدیث میں ایک علم "مختلف الحدیث" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ایک حدیث کا اپنی ہم مثل حدیث کے مخالف ہونا پہچانا جاتا ہے۔ مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث میں فرق یہ ہے کہ مختلف الحدیث صرف احادیث کے درمیان تعارض کو کہتے ہیں اور مشکل الحدیث میں کوئی روایت دوسری روایت کے متن کے علاوہ ادلہ شرعیہ کے مخالف بھی ہو سکتی ہے۔احادیث طیبہ میں حقیقی طور پر تعارض کا پایا جانا ناممکن ہے۔جو تعارض بظاہر نظر آتا ہے اس میں کئی پوشیدہ فوائد ہوتے ہیں کہ جن سے کبار اہل فن ہی مطلع ہو پاتے ہیں اور تتبع و تحقیق سے ظاہری تعارض حل ہو جاتا ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)